www.KitaboSunnat.com

قسط نمبر ۴ آخری

مولانا حکیم محمد عبد الغفور رمضانپوری بہاری

ترجمہ با محاورہ از پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں ایم اے

حنفی تہذیب کی حقیقت

مفید الاحناف

سوال: رفع یدین سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں ۔ رد المختار ص ۶۸۴ میں ہے:۔

و ما روی من الفساد شاذ ۱ھ — رفع یدین سے نماز خراب ہوجانے کی روایت شاذ ہے۔

عمدۃ الرعایہ میں ہے:۔

"و یتفرع علی ھذا القول ما ذکر فی بعض الکتب ان الصلوٰۃ تفسد برفع الیدین عند الرکوع و عند السجود و ھو قول شاذ مردود کما فی فتح القدیر و الحلیۃ و البزازیۃ و غیرھا ۱ھ"

بعض کتابوں میں اسی قول کی بنا پر ذکر کیا گیا ہے کہ رکوع و سجود کے وقت رفع یدین سے نماز فاسد ہو جاتی ہے حالانکہ یہ قول شاذ اور مردود ہے جیسا کہ فتح القدیر، حلیہ اور بزازیہ وغیرہ میں ہے۔

اور بھی عمدۃ الرعایہ میں ہے:۔

"منھم من صرح بان رفع الیدین فی اثناء الصلوٰۃ مفسد و قد عرفت انہ قول شاذ مردود فلو جدد التحریمۃ مع رفع الیدین ایضا فالحکم ھو ما ذکرہ فان رفع الیدین غیر مفسد علی القول الصحیح الذی لیس ما سواہ الا غلطا ۱ھ!"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی فقہامیں سے ایک شخص ہے جس نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ رفع یدین درمیان نماز کے مفسد ہے۔ تم نے اس قول کو دیکھ ہی لیا ہے کہ یہ شاذ اور مردود ہے کیونکہ اگر تکبیر تحریمہ کے ساتھ از سر نو رفع یدین کر کے نیت باندھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو۔ دوران نماز کیونکر ہو گئی۔ پس یہی قول صحیح ہے اس کے سوا باقی غلط ہیں۔

تراجم حنفیہ میں لکھا ہے :۔

"والحق ان هذه الرواية التي رواها مكحول شاذ لا يعتد بها ولا بذاكرها وممن صرح بشذوذها محمد بن عبد الواحد الشهير بابن الهمام في فتح القدير وذكر انه صرح بشذوذها صاحب النهاية وفي حلية المحلى شرح منية المصلى لابن امير حاج الفساد برفع اليدين في الصلوة رواية مكحول النسفي عن ابي حنيفة وهو خلاف ظاهر الرواية ففي الذخيرة رفع اليدين لا يفسد منصوص عليه في باب صلوة العيدين من الجامع ومشى عليه في الخلاصة وهو اولى بالاعتبار اه وفي البزازية رفع اليدين في المختار لا يفسد لان مفسدها لم يعرف قربة فيها اه وفي السراجية رفع اليدين لا يفسد وهو المختار اه ——— !"

اور حقیقت تو یہ ہے کہ مکحول نے جس روایت کا ذکر کیا ہے وہ شاذ ہے۔ اس روایت کا اور اس کے راوی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور جن لوگوں نے اس کے شاذ ہونے کی تصریح کی ہے ان میں سے محمد بن عبد الواحد المشہور بابن الہمام ہیں جنہوں نے فتح القدیر میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن ہمام نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ صاحب نہایۃ اور ابن امیر حاج کی حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں اس کے شاذ ہونے کا بالتصریح ذکر موجود ہے کہ رفع یدین کے ساتھ نماز کا فاسد ہونا ابو حنیفہ سے مکحول نسفی نے روایت کیا ہے مگر یہ ظاہر روایت کے خلاف ہے پس ذخیرہ میں ہے کہ رفع یدین نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی سے دلیل لی گئی ہے باب صلوٰۃ العیدین میں اور اسی پر انحصار کیا ہے خلاصہ میں اور یہی قابلِ اعتبار ہے اور بزازیہ میں ہے کہ مذہب مختار میں رفع الیدین نماز کو فاسد نہیں کرتا اور سراجیہ میں ہے کہ رفع یدین مفسد نہیں ہے اور یہی مذہب مختار ہے۔

(سعایہ میں تحریر فرمایا ہے:۔

"و اغرب بعض اصحابنا حیث ذھب الی انه لو رفع یدیه عند الرکوع فسدت صلاته و قد ردہ باحسن ردالعلامة القونوی فی رسالته التی صنفھا فی خصوص ھذہ المسالة۔"

اور ہمارے بعض اصحاب نے غریب بات کہی ہے جب وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص رکوع کے وقت رفع یدین کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ علامہ قونوی نے اپنے اس رسالہ میں اس کا خوب رد کیا ہے جو انہوں نے صرف اسی مسئلہ کے بارے میں تصنیف کیا ہے۔

سوال:۔ جو مصلّی کہ ایک صف سے دوسری صف میں کھینچ لایا گیا آیا نماز اس کی فاسد ہوتی ہے یا نہیں ؟

جواب:۔ نہیں۔ دُرِّمختار میں ہے:۔

"ثم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلة من جذب من الصف فتاخر"

پھر اس شخص کی نماز کے فاسد نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے جسے صف سے کھینچا گیا اور وہ پیچھے ہٹ آیا!

(ور ردالمحتار کے صفحہ ۵۹۶ میں ہے:۔

"وعبارة المصنف فی المنح بعد ان ذکر لو جذبه آخر فتاخر الاصح لا تفسد صلاته"

اور عبارت مصنف کی منح میں موجود ہے جو انہوں نے اس بات کا ذکر کرنے کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد درج کی ہے کہ اگر ایک نمازی دوسرے نمازی کو کھینچتا ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سوال:۔ گھوڑے کی باگ ڈور پکڑے ہوئے نماز پڑھنے سے یا اندر نماز کے اس گھوڑے کے چھوٹ جانے پر اس کو پکڑنے کے لیے چند قدم چلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب:۔ نہیں۔ درمختار کے صفحہ ۶۵۵ میں ہے:۔

"مشی مستقبل القبلة هل تفسد ان مشی قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی و وقف کذلک و هکذا لا تفسد وان کثر مالم یختلف المکان و قیل لا تفسد حالة العذر اه"

نمازی کے قبلہ رُخ چلنے سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔ پس اگر وہ ایک صف کے برابر چلے اور پھر ایک رکن کی مقدار ٹھہر جائے پھر چلے اور پھر رک جائے تو اس طرح وہ جب تک جگہ نہ بدلے خواہ کتنا ہی چلتا جائے نماز فاسد نہیں ہو گی اور بعض کا خیال ہے کہ عذر کی حالت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

ردّالمختار میں ہے:۔

"أی وان کثر و اختلف المکان لما فی الحلیة عن الذخیرة انه روی ان ابا برزة رضی الله عنه صلی رکعتین اخذا بقیاد فرسه ثم انسل عن یده فمضی الفرس علی القبلة فتبعه حتی اخذ بقیاده ثم رجع ناکصا علی عقبیه حتی صلی الرکعتین الباقیتین قال محمد فی السیر الکبیر وبهذا نأخذ الخ"

اگرچہ ایسا کئی مرتبہ ہوا اور جگہ بھی بدل گئی ہو اس روایت کے مطابق جو حلیہ میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ حضرت ابو برزہؓ نے اپنے گھوڑے کی باگ تھام کر دو رکعت نماز پڑھی تو وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گھوڑے نے قبلہ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ پس ابو برزہؓ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے حتّٰی کہ اس کی باگ پکڑ لی پھر پچھلے پاؤں واپس لوٹے اور باقی ماندہ دونوں رکعتیں ادا کیں۔ امام محمدؒ نے سیر کبیر میں کہا ہے کہ ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: نماز پنجگانہ میں جماعت واجب ہے یا نہیں ؟

جواب: واجب ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے:۔

"الصلوٰۃ بالجماعۃ سنۃ موکدۃ شبیھۃ بالواجب فی القوۃ اھ"

نماز باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے جو کہ قوت میں واجب کے مشابہ ہے۔

...اہر نفیسہ میں ہے :

"الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب فی القوۃ حتی استدل بملازمتھا علی الایمان اھ"

نماز باجماعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے یعنی قوت میں واجب کے مشابہ ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ایمان کے ساتھ لازم وملزوم ہونے کی دلیل بھی اسی سے لی گئی ہے۔

...مع الدین کی شرح وقایہ میں ہے :۔

"الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب لا یرخص ترکھا الا من عذر اھ"

جماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی قوی ہے اور واجب کے مشابہ ہے۔ بغیر کسی (شرعی) عذر کے اس کو چھوڑنے کی رخصت نہیں دی جاتی۔

...جتبی شرح قدوری میں ہے :

"واما اصحابنا فقد اختلفت الروایات عنھم فقیل انھا واجبۃ وقیل سنۃ مؤکدۃ غایۃ التاکید قلت والظاھر انھم ارادوا بالتاکید الوجوب اھ"

جہاں تک ہمارے اصحاب کا تعلق ہے ان کی روایات مختلف ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ جماعت واجب ہے اور بعض نے نہایت تاکید کے ساتھ سنت مؤکدہ کہا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے بھی تاکید سے واجب ہی مراد لی ہے۔

...مع الانہر میں ہے :

"الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ ای قریبۃ من الواجب حتی لو ترکھا اھل مصر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفقو تلو اواذا ترك واحد ضرب و حبس ولا يرخص لاحد تركها الا لعذر منه المطر والطين والبرد الشديد اھ۔"

نماز با جماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی واجب کے قریب ہے پس اگر شہر والے اسے ترک کر دیں تو ان سے جنگ کی جانی چاہیے اور اگر کوئی فرد واحد چھوڑ دے تو اسے پیٹا جائے اور قید کیا جائے اور کسی کو عذر کے بغیر جماعت ترک کرنے کی اجازت نہ دی جائے. مثلاً بارش، کیچڑ یا سخت سردی وغیرہ کی وجہ سے.

بحر الرائق میں ہے :-

"الجماعة سنة موكدة اى قوية تشبه الواجب والراجح عند اهل المذهب الوجوب ونقله فى البدائع عن عامة مشائخنا وذكر هو وغيره ان القائل منهم انه سنة موكدة ليس مخالفا فى الحقيقة بل فى العبارة لان السنة الموكدة والواجب سواء خصوصا ما كان من شعائر الاسلام وفى المجتبى الظاهر انهم ارادوا بالتاكيد الوجوب لا ستدلالهم بالاخبار الوارده بالوعيد الشديد بترك الجماعة وفى القنية وغيرها يجب التعزير على تاركها بغير عذر ويأثم الجيران بالسكوت اھ"

جماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی قوی ہے اور واجب کے مشابہ اور اہلِ مذہب کے نزدیک اس کا وجوب ہی راجح ہے اور ہمارے عام مشائخ سے اس کو بدائع میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس نے اور دوسروں نے ذکر کیا ہے کہ قائل حقیقت میں سنت مؤکدہ کا مخالف نہیں ہے بلکہ عبارت میں اختلاف ہے کیونکہ واجب اور سنت مؤکدہ برابر ہی ہیں خاص کر شعائرِ اسلام میں مجتبیٰ میں ہے کہ فقہاء نے نزدیک سے وجوب ہی کا ارادہ کیا ہے. کیونکہ ان کے پیشِ نظر ان لوگوں کے لیے دلیل لانا مقصود ہے جو باوجود سخت وعید کے تارکِ جماعت ہیں اور قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بلا عذر تارکِ جماعت کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا دینی چاہیے اور اگر ہمسائے چپ رہیں تو وہ بھی گنہگار ہوتے ہیں۔

اور منح الغفار میں ہے:۔

"الجماعة سنة موكدة اى قوية تشبه الواجب فى القوة و قيل واجبة و عليه العامة اه" ۔۔۔۔

جماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی قوت میں مشابہ ہے واجب کے اور اکثر فقہاء کا یہی عقیدہ ہے

اور زیلعی شرح کنز میں ہے:۔

"و فى العناية قال عامة مشائخنا انها واجبة و فى المفيد انها واجبة و تسميتها سنة لوجوبها بالسنة اه هذا كله فى السعى المشكور لمولانا محمد عبد الحى"

اور عنایہ میں ہے کہ ہمارے عام مشائخ نے جماعت کو واجب کہا ہے۔ اور مفید میں ہے کہ جماعت واجب ہے۔ جماعت کا نام سنت رکھنے کی وجہ سنت میں اس کے واجب ہونے کا ثبوت ہے۔

اور عمدۃ الرعایہ میں ہے:۔

"الجماعة سنة موكدة هى التى تسمى بسنة الهدى وحكمها انه يثاب فاعلها و يلام تاركها بلا عذر مرخص و هذا احد الاقوال فيه والقول الثانى ان الجماعة مستحبة لكنه قول شاذ مردود لورود كثير من الاحاديث بالوعيد على التارك و من المعلوم ان تارك المستحبة غير ملام اه و القول الثالث و هو انها واجبة و هو الذى رجحه صاحب البحر والغنية والبدائع والمجتبى و نسبه السروجى وغيره الى عامة مشائخنا اه ملخصا"

جماعت سنت مؤکدہ ہے اور یہ وہی ہے جس کو سنت ہدی کہتے ہیں یعنی جس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور بلا شرعی عذر ترک کرنے والے کو ملامت کی جاتی ہے اسی سلسلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ جماعت مستحب ہے مگر چونکہ تارکِ جماعت کے بارے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بہت سی وعید کی احادیث آئی ہیں۔ اس لیے یہ شاذ اور مردود ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مستحب کا تارک ملامت نہیں کیا جاتا اور تیسرا قول یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اسی کو صاحب بحر الرائق، خلیہ اور بدائع نے ترجیح دی ہے اور سروجی وغیرہ نے اس قول کو ہمارے اکثر مشائخ سے منسوب کیا ہے۔

سوال: جماعت عورتوں کی مسنون ہے یا مکروہ و منسوخ؟

جواب: مکروہ یا منسوخ نہیں چنانچہ فتح الودود حاشیہ سنن ابی داؤد میں تحت حدیث ام ورقہ کے لکھا ہے:۔

"ان ھذا الحدیث یدل علی جواز امامۃ المرءۃ للنساء ومن یقول بکراھۃ جماعتھن یحمل الحدیث علی النسخ لکن ابن الھمام وغیرہ ینکرون تحقق النا سخ اھ۔"

یہ حدیث عورتوں کے لیے عورت کی امامت پر دلالت کرتی ہے اور جو شخص عورتوں کی جماعت کو مکروہ جانتا ہے وہ اس حدیث کو منسوخ سمجھتا ہے مگر ابن ہمام وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کا ناسخ ثابت ہی نہیں ہوتا۔

مولانا عبد العلی رحمہ اللہ نے ارکان اربعہ میں لکھا ہے:۔

"وعلی ھذا فدعوی الکراھۃ مشکلۃ لا بد لھا من دلیل ومیل الشیخ ابن الھمام الی عدم الکراھۃ اھ"

لہٰذا کراہت کا دعوے بغیر کسی دلیل کے مشکل ہے اور شیخ ابن الہمام تو اس کے عدم کراہت کے ہی قائل ہیں۔

اور ابن ہمام کی فتح القدیر میں ہے:۔

"ولا علینا ان نذھب الی ذلک فان المقصود اتباع الحق حیث کان اھ"

ہمارے لیے ضروری نہیں ہے کہ ہم اس کے نسخ کی طرف جائیں۔ مقصد تو حق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اتباع ہے خواہ وہ کہیں ہو۔

عمدۃ الرعایہ میں ہے:۔

"ولا یخفی ضعفه بل ضعف جمیع ما وجهوا الکراهة کما حققناه فی تحفة النبلاء الفناها فی مسئلة جماعة النساء و ذکر هناك ان الحق عدم الکراهة کیف لا وقد امّت بهن ام سلمة و عائشة فی التراویح و فی الفرض کما اخرج ابن ابی شیبة و غیره وامت ام ورقة فی عهد النبی صلی الله علیه وآله وسلم بامره کما اخرجه ابو داؤد اه"

یہ مسئلہ خود ہی نہیں بلکہ اس کے متعلق حکم کراہت کے جتنے دلائل بھی فقہاء نے ذکر کیے ہیں۔ یہ سب واضح طور پر ضعیف اور کمزور ہیں جیسے کہ تحفۃ النبلاء میں جسے ہم نے عورتوں کی جماعت کے بارے میں تصنیف کیا ہے اس میں ہم نے تحقیق کی ہے اور اس رسالہ میں ہم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ سچ بات تو یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں اور ایسا کیوں نہ کہا جائے جب کہ بموجب روایت ابن ابی شیبہ وغیرہ حضرات ام سلمہؓ و عائشہؓ نے تراویح اور فرض میں امامت کی ہے اور عہد نبوی میں خود حضورؐ کے حکم سے ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے امامت کرائی ہے (بموجب روایت ابی داؤد)

سوال: قضاء نماز جہریہ میں جہراً فضل ہے یا نہ؟

جواب: ہے۔ نفع المفتی والسائل میں لکھا ہے:۔

"الذی یقضی الصلوة الجهریة منفردا فانه مخیر بین ان یجهر و بین ان یسر والجهر افضل و هو مختار السرخسی و فخر الاسلام وجماعة من المتاخرین و قال قاضی خان هو الصحیح و فی الذخیرة هو الاصح اه و قال البرجندی ذکر فی الظهیریة و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذخیرۃ و الخزانۃ والکافی ان الجھر فی قضاء الجھریۃ افضل " اھ ——————؟"

جو شخص اکیلا ہو اور کسی جہری نماز (مغرب، عشاء، صبح) کی قضائی دے رہا ہو اسے قضا ہر دو طرح پڑھنا جائز ہے خواہ باآواز بلند پڑھے یا باآواز پست قراءت کرے۔ البتہ باآواز بلند پڑھنا اس کے لیے افضل ہے۔ سرخسی، فخرالاسلام اور متاخرین کی ایک جماعت نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ قاضی خاں نے کہا کہ باآواز بلند پڑھنا ہی صحیح ہے۔ ذخیرہ میں لکھا ہے کہ یہ مسلک زیادہ صحیح ہے۔ ظہیریہ، ذخیرہ، خزانہ اور کافی میں جہری نماز کی قضاء میں بقول برجندی بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے۔

سوال: اقتدا ساتھ مخالف فی الفروع کے جائز ہے یا مکروہ؟

جواب: جائز ہے۔ ردالمختار ص۵۸۸ میں ہے:

"واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منہ ما یفسد الصلوٰۃ علی اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع انما اختلف فی الکراھۃ اھ نقید بالمفسد دون غیرہ کما تری وفی رسالۃ الاھتداء فی الاقتداء لملا علی القاری ذھب عامۃ مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی موضع الخلاف والا فلا والمعنی انہ یجوز فی المراعی بلا کراھۃ وفی غیرہ معھا ثم المواضع المھمۃ للمراعاۃ ان یتوضا من الفصد والحجامۃ والقیٔ والرعاف ونحو ذلک لا فیما ھو سنۃ عندہ مکروہ عند نا کرفع الیدین فی الانتقالات وجھر البسملۃ و اخفائھا فھذا وامثالہ لا یمکن فیہ الخروج عن عھدۃ الخلاف فکلھم یتبع مذھبہ ولا یمنع مشربہ" اھ ——!

مقتدی کو جب تک ایسے مسائل سے دوچار نہ ہونا پڑے جن کی بنا پر اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے ایسے مقتدی کو کسی شافعی وغیرہ، جس سے اس کے اختلافات فروعی ہوں، کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس پر اجماع ہے۔ البتہ کراہت مختلف فیہ ہے الخ جیسے کہ عبارت سے واضح ہے۔ مصنف درالمختار نے نماز فاسد کرنے والے مسائل کی قید لگائی ہے کوئی اور قید نہیں لگائی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ الاهتداء فی الاقتداء میں لکھا ہے کہ جب امام اختلافی مقامات میں احتیاط کرتا ہو تو اس کی اقتداء ہمارے اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے ورنہ نہیں۔ احتیاط سے مقصود یہ ہے کہ وہ قابلِ رعایت اختلافی موقعوں پر مقتدیوں کا لحاظ کرتے ہوئے اختلاف سے نکل جائے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہوگی ورنہ جائز تو ہوگی لیکن مکروہ پھر قابلِ رعایت مقامات سے مراد فصد کرانے اور پچھنے لگوانے کے بعد وضوء، قے کرنے اور نکسیر وغیرہ کے بعد وضوء ہیں (جنہیں امام ضروری نہ سمجھنے کے باوجود مقتدیوں کی رعایت سے وضو کر سکتا ہے۔) لیکن وہ مقامات (جن میں وہ مقتدیوں کی رعایت نہیں کر سکتا۔) مراد نہیں کہ اس کے نزدیک سنت ہیں اور مقتدیوں کے نزدیک مکروہ۔ مثلاً نماز میں رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع الیدین کی تبدیلی، بسم اللہ کا بآواز بلند پڑھنا یا آہستہ پڑھنا۔ یہ اور ان جیسے دوسرے مواقع پر وہ مقتدیوں کی رعایت کرتا ہوا اختلاف سے نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے مذہب کی پیروی کرتا ہے اور اپنے مشرب سے نہیں روکا جا سکتا (یعنی اس صورت میں اس کی اقتداء مع الکراہت جائز ہوگی) الخ

سوال: کلمہ لا باس مستعمل مندوب میں ہے یا نہ؟

جواب: ہے۔ ردالمختار ص ۱۲۴ میں ہے:

"فکلمة لا باس وان کان الغالب استعمالها فیما ترکه اولٰی لکنها قد تستعمل فی المندوب کما صرح به فی البحر اه ۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ لاباس (کوئی حرج نہیں) اگرچہ اکثر اوقات اس کا استعمال ایسے معنی میں لیا جاتا ہے کہ یہ کام نہ کرنا افضل ہے لیکن بعض اوقات ایسے کام کے متعلق بھی مستعمل ہوتا ہے جس کا کرنا بہتر ہو جیسا کہ بحرالرائق میں تصریح موجود ہے۔

سوال: رفع یدین چاروں تکبیرات نماز جنازہ میں ثابت ہے یا نہ؟

جواب: ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:—

"یرفع یدیہ فی الاولی فقط وقال ائمۃ بلخ فی کلہا اھ۔"

صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے البتہ ائمہ بلخ کے نزدیک تمام تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے گا۔

ردالمحتار میں ہے:—

"ما فی شرح الکید انیہ للقہستانی من انہ لا یجوز المتابعۃ فی رفع الیدین فی تکبیرات الرکوع وتکبیرات الجنازۃ فیہ نظر اذ لیس ذلک مما لا یسوغ الاجتہاد فیہ بالنظر الی الرفع فی تکبیرات الجنازۃ لما علمت من انہ قال بہ البلخیون من ائمتنا اھ۔"

قہستانی کی شرح کیدانی کی عبارت "امام کی اتباع میں رکوع اور جنازے کی تکبیروں میں رفع یدین کرنا جائز نہیں" محل نظر ہے کیوں کہ یہ ان مسائل سے نہیں جن میں اجتہاد جائز نہ ہو بلحاظ تکبیرات جنازہ کے موقعہ پر رفع یدین کرنے کے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ائمہ بلخ نے (رفع الیدین کا) فتوے دیا ہے۔

حسن شرنبلالی نے ص۲۰۳ حاشیۂ درر میں لکھا ہے:—

"قولہ یرفع یدیہ فی الاولی فقط ہو ظاہر الروایۃ قولہ وعند البعض فی کلہا اختارہ کثیر من مشائخ بلخ کما فی التبیین اھ۔"

صرف پہلی بار ہاتھ اٹھائے ظاہر روایت یہی ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک تمام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے چاہییں اور بقول صاحب تبیین ائمہ بلخ میں سے اکثر علما نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

عمدۃ الرعایہ میں ہے:—

"قوله خلافا للشافعي وكذا الاحمد ومالك بل قال به ائمة بلخ من مشائخنا وهو رواية عن ابي حنيفة ايضا اهـ"

امام شافعی، احمد اور مالک اس کے خلاف ہیں بلکہ ہمارے ائمہ بلخ کا بھی یہی نظریہ ہے اور اس بارے میں امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت آتی ہے۔

سوال: نماز جنازہ میں بعد تکبیر اولیٰ کے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: چاہیے۔ حسن شرنبلالی نے صـ۲۰۳ حاشیہ درر میں لکھا ہے:-

"قوله لا قراءة فيها الخ ——— وقال في الولوالجية ان قرأ الفاتحة بنية الدعاء لا باس به وان قرأها بنية القراءة لا يجوز اهـ اقول نفي الجواز فيه تامل لانا رأينا في كثير من مواضع الخلاف استحباب رعايته كاعادة الوضوء من مس الذكر والمرأة فيكون رعاية صحة الصلوة بقراءة الفاتحة على قصد القرأن كذلك بل اولى لان الامام الشافعي يفرضها في الجنازة فتامل -ا"

صاحب ولوالجیہ کے نزدیک دعا کی غرض سے تو سورۃ فاتحہ جائز ہے لیکن قراءت کی غرض سے پڑھنا ناجائز ہے۔ میں کہتا ہوں ناجائز کہنا غور طلب ہے کیونکہ ہم نے اختلافی مسائل کے بارے میں اکثر یہی دیکھا ہے کہ اختلاف سے بچ نکلنا مستحب ہے۔ مثلاً شرم گاہ کو ہاتھ لگانے اور عورت کو چھونے سے وضو کرنا۔ نماز کی صحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سورہ فاتحہ قراءت کی غرض سے پڑھنا بھی ایسا ہی ہو گا۔ بلکہ یہ بہتر ہے کیونکہ امام شافعی نماز جنازہ میں اسے فرض قرار دیتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدۃ الرعایہ میں ہے:

"خلافا للشافعی فان عندہ یقرأ الفاتحۃ بعد التکبیرۃ الاولی وھو الاقوی دلیلا وھو الذی اختارہ الشرنبلالی من اصحابنا والف فیہ رسالۃ اھ۔"

امام شافعی اس میں اختلاف رکھتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی اور اس کی دلیل قوی ہے ہمارے علماء میں سے شرنبلالی کا یہی کہنا ہے اور اس نے اس بارہ میں ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے۔

اور تعلیق الممجد میں ہے:

"قالوا لو قرأھا بنیۃ الدعاء لا باس بہ ویحتمل ان یکون نفیا للزوم فلا یکون فیہ نفی الجواز والیہ مال حسن الشرنبلالی من متاخری اصحابنا حیث صنف رسالۃ سماھا بالنظم المستطاب لحکم القراءۃ فی صلوۃ الجنازۃ بام الکتاب ورد فیھا علی من ذکر الکراھۃ بدلائل شافیۃ وھذا ھو الاولی لثبوت ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الخ۔"

اگر بغرض دعاء پڑھ لے کوئی حرج نہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس کے لزوم کی نفی ہو (یعنی لاباس بلزومہ کہ اسے لازمی قرار دینے میں کوئی مضائقہ نہیں) تو اس صورت میں جواز کی نفی نہ ہو۔ ہمارے متاخرین اماموں میں سے حسن شرنبلالی کا یہی خیال ہے۔ انہوں نے اس بارے میں ایک رسالہ جس کا نام "النظم المستطاب لحکم القراءۃ فی صلاۃ الجنازۃ بام الکتاب" اس رسالہ میں انہوں نے ان لوگوں کی تردید میں جو اسے مکروہ جانتے ہیں مسکت دلائل ذکر کیے ہیں اور یہی بہتر ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کے صحابہ کے عمل سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔

(تمت بالخیر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ